خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں کثرت سے ایسے گواہ موجود ہیں جنھوں نے اس عاجز کی دعاؤں کو کثرت سے قبول ہوتے دیکھا ہے

بیعتوں کا جو میں نے ذکر کیا تھا وہ لازماً ہوئی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہونگی

راولپنڈی کے ایک صاحب کے مفسدانہ خط پر مختصر تبصرہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کے لاتعداد واقعات میں سے چند واقعات کا خود حضور علیہ السلام ہی کے مبارک الفاظ میں نہایت ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۸/ستمبر ۲۰۰۰ء بمطابق ۸/تبوک ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿هُوَالْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾۔

(سورة المومن:٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کے لئے دین کا خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

اب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ہی میں آپ کی جو دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہیں ان میں سے چند آپ کے سامنے پیش کروں گا کیونکہ آپ کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان تو بے انتہا ہیں اور اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو بعد میں صحابہ کے الفاظ میں بھی آپ کی قبولیت دعا کے واقعات پیش کروں گا۔ کوشش کروں گا کہ پہلے وہ پیش نہ ہوئے ہوں۔

لیکن اس مضمون کو شروع کرنے سے پہلے میں ایک صاحب کے جو راولپنڈی سے تعلق رکھتے ہیں ایک بہت مفسدانہ خط کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں اور الفاظ میرے ہونگے لیکن وہ لکھتے ہیں کہ ایک زمانہ تھا کہ آپ زبانی خطبے دیا کرتے تھے اور بڑا جلال اور جمال پایا جاتا تھا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دماغ میں نقص پیدا ہو گیا ہے اس لئے آپ کو تحریر سے پڑھنا پڑتا ہے اور ہر دفعہ نظر تحریر پر ہی رہتی ہے، زبانی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پہلے جلال بھی ہوتا تھا اور جمال بھی اب نہ وہ جمال رہا نہ وہ جلال رہا۔ تو میں ان صاحب کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کو جمال مطلوب ہے تو میری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جمال سے آپ کے سارے اندھیرے دور فرما دے اور دل کو روشن کر دے اور احمدیت کی صداقت پر کامل ایمان عطا فرمائے۔

اگر آپ جلال چاہتے ہیں تو میری دعا یہ ہے اور میری التجا آپ سے یہ ہے کہ آپ بھی مجھ پر لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کہیں، میں بھی آپ پر لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ پڑھتا ہوں۔ آپ کو خیال ہے کہ یہ دو کروڑ اور چار کروڑ کی باتیں محض جھوٹ اور مفسدہ ہے جو میں نے اپنے نفس سے بنالی ہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ تمام تر باتیں سچی ہیں، ایک بھی ان میں جھوٹ نہیں ہے۔ پس اگر آپ کا یہی خیال ہے کہ آپ کو جلال چاہئے تو میں آپ کو لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کہنے کے لئے اپنی طرف بلاتا ہوں اور اس کے باوجود کہ میں جانتا ہوں کہ خدا کا غضب آپ پر نازل ہوا تو آپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ مگر پھر بھی میری یہی دعا ہے کہ اللہ اپنے غضب سے پہلے آپ کو بچا لے اور آپ کو اپنے دل کے مفسدوں اور وساوس سے نجات بخشے۔

ان کو یہ خیال نہیں آیا کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جو اتنی مجالس سوال و جواب کرتا ہوں میرے ہاتھ میں تو کوئی کاغذ نہیں ہوتا۔ کیا دیکھ کر پڑھ رہا ہوتا ہوں۔ اور کچھ نہیں تو جرمنی میں اس دفعہ کثرت سے مجالس سوال و جواب ہوئی ہیں کوئی کاغذ کا پرزہ میں نے ہاتھ میں نہیں پکڑا ہوتا تھا اور جب جلال کی باتیں ہوتی تھیں تو نعرہ ہائے تکبیر سے تمام مجمع گونج اٹھتا تھا۔ جب جمال کی باتیں ہوتی تھیں تو بے شمار درود حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اور آپ کے صحابہ پر لوگ پڑھتے تھے۔ تو کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ میں لوگوں کو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مخاطب ہوتا تھا اور کبھی ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی کاغذ کا میرے ہاتھ میں نہیں ہوا۔ لیکن جس نے آنکھیں بند کر لی ہوں اس کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ بہر حال میں آپ کا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں وہی ہمارے درمیان بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

جو بیعتوں کا میں نے ذکر کیا تھا وہ لازماً ہوئی ہیں کوئی اس میں شک نہیں ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہونگی۔ اور اگر آپ کو یہ قبول نہیں ہے تو پھر میں یہی کہتا ہوں کہ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اپنے غیظ سے تمہارے دل پھٹ جائیں۔ اس کے سوا میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں رہا۔ ابھی تو آگے بھی اگلا سال بھی اور بیعتوں کا آنے والا ہے اس لئے تیاری کر لیں۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس پڑھتا ہوں اور لازماً یہ اقتباس مجھے پڑھنے ہی پڑیں گے یہ سارے تو زبانی یاد ہو ہی نہیں سکتے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے"۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت میں کثرت سے ایسے گواہ موجود ہیں جنھوں نے اس عاجز کی دعاؤں کو بھی قبول ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ فرماتے ہیں "بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندے کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ مقبولینِ حضرتِ عزت کیلئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے۔" (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۴)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتب میں سے بعض نمونے دعا کی قبولیت کے پیش کرتے ہیں اور جن کتب کا ذکر ہے ان میں نزول المسیح، تریاق القلوب اور حقیقۃ الوحی تین کتب ہیں جن پر زیادہ تر ان واقعات کی بناء کی گئی ہے اور پھر اس کے علاوہ براہین احمدیہ کے بھی بعض حوالے ملتے ہیں۔

فرمایا "ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی۔ جس کا ہمارے اس جگہ کے آریہ لالہ شرمپت و ملاوامل کو بخوبی علم تھا اور ان کو یہ بھی علم تھا کہ بظاہر کوئی ایسی تقریب نہیں جو جائے امید ہو سکے۔ بلا اختیار دعا کیلئے جوش پیدا ہوا تا مشکل بھی حل ہو جائے اور ان لوگوں کیلئے نشان بھی ہو۔ چنانچہ دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے تب الہام ہوا۔ "دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں۔ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امر تسر بھی جاؤ گے"۔ سو عین اس پیشگوئی کے مطابق مذکورہ بالا آریوں کے روبرو وقوع میں آیا۔ یعنی دس دن تک کچھ نہ آیا"۔ نہ آنا

بھی نشان ہے کیونکہ پہلے ہی بیان فرمادیا تھا کہ دس دن تک کچھ نہیں ملے گا۔ "گیارہویں روز محمد افضل خان صاحب نے راولپنڈی سے ایک سو دس روپیہ بھیجے"۔ یہ مفسد بھی راولپنڈی سے تعلق رکھتا ہے اور وہ بزرگ افضل خان بھی راولپنڈی سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ ان کی اولاد شاید زندہ ہو وہ بھی اس بات کی گواہ ہوگی۔ "بیس روپے ایک اور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری رہا جس کی امید نہ تھی۔" (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۸،۲۵۷)

"خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کسی ابتلا اور فکر اور غم میں مبتلا تھے ان کی طرف سے متواتر دعا کی درخواست ہوئی۔ اتفاقاً ایک دن یہ الہام ہوا۔

"چل رہی ہے نسیم رحمت کی　　　جو دعا کیجئے قبول ہے آج"

اتفاقاً سے مراد یہاں یہی لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے موقع کی مناسبت سے یہ الہام فرمایا جو ایک شعر کی صورت میں ہے۔ "اس وقت مجھے یاد آیا کہ آج ان کیلئے دعا کی جائے۔ چنانچہ دعا کی گئی اور ان کو بذریعہ خط اطلاع دی گئی۔ اور تھوڑے عرصہ کے بعد انہوں نے ابتلاء سے رہائی پائی اور بذریعہ خط اپنی رہائی سے اطلاع دی۔" (نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد۱۸ صفحہ ۶۰۳)

"ایک دفعہ نواب علی محمد خاں مرحوم رئیس لدھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امورِ معاش بند ہوگئے ہیں۔ آپ دعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں۔ جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط ان کو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہِ معاش کھل گئے اور ان کو بشدت اعتقاد ہوگیا۔ پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے لئے میری طرف ایک خط روانہ کیا"۔ اب یہ بھی بہت خاص سننے والا واقعہ ہے۔

ہاں میں یہ بھی بیان کردوں کہ اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ پڑھنے کا جہاں تک تعلق ہے وہ تو ایک بچہ بھی پڑھ سکتا ہے۔ تو ان کو یہ یاد نہیں رہا کہ ایک زمانہ تھا جب خطبات پڑھ کے سنائے جاتے تھے اور بچے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ جماعت کے بزرگ وہ خطبات پڑھتے تھے اور ایک بچہ نہیں پڑھ سکتا یہ جھوٹ ہے ان کا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام پڑھنا معمولی بات نہیں۔ اس میں گہرے مطالب ہوتے ہیں بڑے غور سے صحت الفاظ کا خیال رکھتے ہوئے وہ کلام پڑھنا پڑتا ہے۔

"پھر انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے لئے میری طرف ایک خط روانہ کیا۔ اور جس گھڑی انہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط ان کی طرف سے آنے والا ہے۔ تب میں نے بلا توقف ان کی طرف خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کریں گے۔ دوسرے دن وہ خط آگیا اور جب میرا خط ان کو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اس راز کی خبر کسی کو نہ تھی۔ اور ان کا اعتقاد اس قدر بڑھا کہ وہ محبت اور ارادت میں فنا ہوگئے۔" (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد۲۲۔ صفحہ ۲۵۸،۲۵۷)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تریاق القلوب میں لکھتے ہیں:

"ایک دوست نے بڑی مشکل کے وقت خط لکھا کہ اس کا ایک عزیز کسی سنگین مقدمہ میں ماخوذ ہے اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔ اور دعا کیلئے درخواست کی۔ چنانچہ اسی رات صافی وقت میسر آگیا اور قبولیت کے آثار سے ایک آریہ کو اطلاع دی گئی۔ چند روز بعد خبر ملی کہ مدعی جس نے یہ مقدمہ دائر کیا تھا ناگہانی موت سے مر گیا اور شخص ماخوذ نے خلاصی پائی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔"

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ ۲۲۰)

"چند سال ہوئے کہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس جو اول درجہ کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور ان کی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہوگئی تھی۔ انہوں نے دعا کے لئے درخواست کی تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے۔

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے　　　بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

اس الہامی عبارت کا مطلب یہ تھا کہ خداتعالیٰ ٹوٹا کام بنادے گا مگر پھر کچھ عرصہ بعد بنا بنایا توڑ بھی دے گا۔ چنانچہ یہ الہام قادیان میں ہی سیٹھ صاحب کو سنایا گیا اور تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ خداتعالیٰ نے ان کے تجارتی امور میں رونق فرمادی اور ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہوگئیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بنا بنایا کام ٹوٹ گیا"۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۰،۲۵۹)

"پھر ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس، ان کی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہیں۔ چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اول درجہ کے مخلصین میں سے ہیں اس لئے ان کی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور تردّد ہوا۔ قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ میں غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یک دفعہ غنودگی ہوکر میرا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور معاً خدائے عزّ و جل کی طرف سے وحی ہوئی کہ "آثار زندگی"۔ بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لیکن پھر ایک اور خط آیا کہ جو اُن کے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو پہلے ہی سے ذیابیطس کی بھی شکایت تھی چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اس لئے دوبارہ غم اور فکر نے استیلاء کیا اور غم انتہاء تک پہنچ گیا اور یہ غم اس لئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبدالرحمٰن کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اول درجہ کا ثبوت دیا تھا اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کے لئے کئی ہزار روپے سے مدد کرتے رہے جس میں بجز خوشنودیٔ خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضہ سے ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگر کے لئے بھیجا کرتے تھے اور اس قدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے اور ان کا حق تھا کہ ان کے لئے بہت دعا کی جائے۔ آخر دل نے ان کے لئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن میں نہایت توجہ سے دعا میں لگا رہا۔ تب خداتعالیٰ نے خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی مہلک مرض سے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کو نجات بخشی گویا ان کو نئے سرے سے زندہ کردیا۔ چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا ورنہ زندگی کی کچھ بھی امید نہ تھی۔ آپریشن کے بعد زخم مندمل ہونا شروع ہو گیا اور اس کے قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا جس نے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈال دیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کاربنکل نہیں۔ آخر چند ماہ کے بعد بکلی شفا ہوگئی"۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۹،۳۲۸)

فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ اتفاقاً مجھے پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل فقر اور توکل پر کبھی کبھی ایسی ضرورت کی حالتیں آجاتی ہیں۔ ایسا ہی یہ حالت مجھے پیش آگئی کہ اس وقت کچھ موجود نہ تھا۔ سو میں صبح کو سیر کو گیا اور اس ضرورت کے خیال نے مجھے یہ جوش دیا کہ میں اس جنگل میں دعا کروں۔ چنانچہ میں نے ایک پوشیدہ گوشہ میں جاکر اس نہر کے کنارے پر دعا کی جو بٹالہ کی طرف قادیان سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ جب میں دعا کرچکا تب فی الفور دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں۔ تب میں خوش ہوا اور اس جنگل سے قادیان کی طرف واپس آیا اور سیدھا بازار کی طرف رخ کیا تا قادیان کے سب پوسٹ ماسٹر سے دریافت کروں کہ آج ہمارے نام کچھ روپیہ آیا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ڈاکخانہ سے بذریعہ ایک خط کے اطلاع ہوئی کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کئے ہیں اور غالباً گمان گزرتا ہے کہ اسی دن یا دوسرے دن وہ روپیہ بھی مجھے مل گیا۔"

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ۲۹۵،۲۹۵)

پھر فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ مستری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری کا میرے پر دائر ہوگیا ہے اور کوئی سبیل رہائی کی نہیں، سخت خوف دامنگیر ہے اور دشمن چاہتے ہیں کہ میں اس جال میں پھنس جاؤں اور بہت خوش ہو رہے ہیں اور مَیں نے اس وقت ظاہری اسباب سے نومید ہوکر یہ خط لکھا ہے اور مَیں نے اپنے دل میں نذر کی ہے کہ اگر میں اس مقدمہ سے نجات پاؤں تو مبلغ پچاس روپے خداتعالیٰ کے شکریہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا۔ تب وہ خط کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دعا کی گئی اور اس کو اطلاع دی گئی۔ چند دن گزرنے کے بعد پھر اس کا خط مع پچاس روپے کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اس بلاء سے نجات دی۔ پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جس میں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اٹھایا ہے اس بنیاد پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایڈووکیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور سفارش لکھ کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیج دیا ہے اس لئے یہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہے اور میں نے اس حالت بے قراری میں پھر اپنے ذمہ یہ قدر مقرر کی ہے کہ اب کی دفعہ میں اس حملہ سے بچ جاؤں تو میں وہ پچاس روپیہ پھر بطور شکریہ ادا کروں گا۔ میرے لئے بہت دعا کی جائے۔ یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جس کے بعد دعا کی گئی۔

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتے ہی گزرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا جو بجنسہٖ ذیل میں لکھا جاتا ہے:۔

" بسم الله الرحمن الرحيم .نحمده و نصلي على رسوله الكريم

مسيحنا و مهدينا حضرت حجة الله في الارض . السلام عليكم ورحمة الله

اللہ تعالیٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کر کے کل واپس کر دی۔ فالحمدللہ۔ خاکسار دو ہفتے کے اندر حضور کی قدم بوسی کے لئے حضور کی خدمت میں پچاس روپے نذرانہ جو پہلے مانا ہوا ہے لے کر حاضر ہو گا۔
خاکسار نظام الدین مستری، شہر سیالکوٹ متصل ڈاکخانہ۔

(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۶،۳۳۷)

حقیقۃ الوحی میں یہ عبارت ہے۔ "سردار خان برادر حکیم شاہنواز خان جو حاکم راولپنڈی ہیں میری طرف لکھتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں ان کے بھائی شاہنواز کی مع ایک فریق مخالف کے عدالت میں ضمانت لی گئی تھی جس میں حضرت صاحب سے یعنی مجھ سے بعد اپیل دعا کرائی گئی تھی اور ہر دو فریق نے اپیل کیا تھا۔ چنانچہ دعا کی برکت سے شاہنواز کا اپیل منظور ہو گیا اور فریق ثانی کی اپیل خارج ہو گئی۔ قانون دان لوگ کہتے تھے کہ اپیل کرنا بے فائدہ ہے کیونکہ بالمقابل ضمانتیں ہیں۔ یہ دعا کا اثر تھا کہ دشمن کی ضمانت قائم رہی اور شاہنواز ضمانت سے بری کیا گیا"۔

(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۷)

"میاں نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی وریام کملانہ ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کے متواتر خطوط میرے نام اس بارہ میں پہنچے تھے کہ ان کے عزیز دوست مسمی قاسم ورستم و لعل وغیرہ پر ایک جھوٹا مقدمہ مسمی پٹھانا ملکانہ نے کیا ہوا ہے اور مقدمہ خطرناک ہو گیا ہے دعا کی جائے ۔پس جبکہ کثرت سے ہر ایک خط میں عاجزانہ طور پر دعا کے لئے ان کا اصرار ہوا تب میرے دل کو اس طرف توجہ ہو گئی کیونکہ میں نے واقعی طور پر ان کی حالت کو قابل رحم پایا اس لئے بہت دعا کی گئی۔ آخر دعا منظور ہوئی۔ چنانچہ ۱۲/ستمبر ۱۹۰۶ء کو اسی میاں نور احمد کا خط مجھ کو بذریعہ ڈاک جو فتحیابی مقدمہ کی نسبت تھا پہنچا جو ذیل میں لکھا جاتا ہے:

" بسم الله الرحمن الرحيم .نحمده و نصلي على رسوله الكريم

حضرت مرشدنا و مولانا جناب مسیح علیه الصلوٰة والسلام . السلام عليكم ورحمة الله

بعد آدابِ غلامانہ عرض ہے کہ جو مقدمہ جھوٹا پٹھانا کملانہ نے ہمارے غریب دوست مسمی قاسم ورستم اور لعل وغیرہ پر دائر کیا ہوا تھا وہ مقدمہ خدا کے فضل سے آپ کی دعاؤں کی برکت سے ۳۱/اگست ۱۹۰۶ء کو فتح ہو گیا ہے۔ آپ کو مبارک ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک نے اپنے پیارے امام کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور سرفراز کیا اور ہمارے ایمان میں ایزادی ہوئی۔ ہم اس احکم الحاکمین کے فضلوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

راقم بندہ نور احمد مدرس، مدرسہ امدادی، بستی وریام کملانہ ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ"۔(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۳۷،۳۳۸)

پھر حقیقۃ الوحی میں شیخ مہر علی ہوشیارپوری کی نسبت لکھا ہے: "شیخ مہر علی ہوشیارپوری کی نسبت پیشگوئی یعنی خواب میں مَیں نے دیکھا کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور پھر میں نے اس کو بجھایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر میری دعا سے رہائی ہو گی۔ یہ تمام پیشگوئی میں نے خط لکھ کر شیخ صاحب کو اس سے اطلاع دی۔ بعد اس کے پیشگوئی کے مطابق اس پر قید کی مصیبت آئی اور پھر قید کے بعد پیشگوئی کے دوسرے حصہ کے مطابق اس نے رہائی پائی"۔

(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں: "میں نے اپنے رسالہ انجام آتھم میں بہت سے مخالف مولویوں کا نام لے کر مباہلہ کی طرف ان کو بلایا تھا اور صفحہ ٦٦ رسالہ مذکور میں یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی ان میں سے مباہلہ کرے تو مَیں یہ دعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو اور کوئی بے وقت موت سے مر جائے اور کوئی بے عزت ہو اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔ پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مردِ میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پسِ پشت گالیاں دیتے رہے اور تکذیب کرتے رہے۔ چنانچہ ان میں سے رشید احمد گنگوہی نے صرف لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ نہیں کہا بلکہ اپنے ایک اشتہار میں مجھے شیطان کے نام سے پکارا ہے۔ آخر نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ تمام بالمقابل مولویوں میں سے جو باون تھے آج تک صرف بیس زندہ ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار۔ باقی سب فوت ہو گئے۔ مولوی رشید احمد اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا جیسا کہ مباہلہ کی دعا میں تھا۔ مولوی شاہ دین دیوانہ ہو کر مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباہلہ سے مر گیا اور جو زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی آفاتِ متذکرہ بالا سے خالی نہیں"۔ یہ جو فقرہ ہے مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباہلہ سے مر گیا، اس کی مجھے تشریح سمجھ نہیں آ سکی۔ یہ سارے مباہلہ ہی سے مرے تھے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کیا واقعہ ہوا۔ "جو زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی آفات متذکرہ بالا سے خالی نہیں۔ حالانکہ ابھی انہوں نے مسنون طور پر مباہلہ نہیں کیا تھا"۔

(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۳)

"سردار نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خان ایک شدید تپ محرقہ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مُردہ کے حکم میں تھا۔ اُس وقت مَیں نے اُس کے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے۔ تب میں نے جنابِ الٰہی میں عرض کی کہ یاالٰہی میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اسکے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا مَنْ ذَاالَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب میں خاموش ہو گیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا اِنَّكَ اَنْتَ الْمَجَازُ ۔ یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے۔ اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے"۔(حقیقة الوحی .روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹،۲۳۰)

مَیں نے خود بھی بارہا ان کو دیکھا ہے اس وقت وہ بالکل لاغر نہیں رہے تھے بلکہ بہت تندرست بدن کے ساتھ ہم لوگوں کے دیکھنے کی عمر تک پہچاننے کی عمر تک بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بلوغت کی عمر تک وہ خدا کے فضل سے بالکل ٹھیک ٹھاک زندہ رہے۔

"ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا۔ غشی پر غشی پڑتی تھی اور میں اس کے قریب مکان میں دعا میں مشغول تھا اور کئی عورتیں اس کے پاس بیٹھی تھیں کہ یک دفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا۔ تب میں اس کے پاس آیا اور اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا۔ تب مجھے خیال آیا کہ عیسٰی علیہ السلام کا احیاء موتی بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیے چڑھا دیئے۔" (حقیقته الوحی.روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۵)

پھر حقیقۃ الوحی میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے متعلق لکھا ہے:
"بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا۔ جب شدت مرض انتہا تک پہنچ گئی تب میں نے دعا کی تو الہام ہوا بَرَّقَ طِفْلِيْ بَشِيْر۔ یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سو آدمی کو معلوم ہو گا"۔(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۰)

پھر فرماتے ہیں: "چنانچہ من جملہ ان کے "یعنی دوسری دعاؤں کے جن کا ذکر کیا گیا ہے "استجابت دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سید ناصر شاہ نام جو اب کشمیر بارہ مولا میں اوورسیئر ہیں وہ اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور ان کی ترقی کے حارج تھے"۔ یعنی اور وہ افسران کی ترقی کے حارج تھے۔ "بلکہ ان کی ملازمت ہی خطرہ میں تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں استعفیٰ دے دیتا ہوں تا اس ہر روزہ تکلیف سے نجات پاؤں۔ میں نے ان کو منع کیا مگر وہ اس قدر ملازمت سے عاجز آ گئے تھے کہ انہوں نے بار بار نہایت عجز وانکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دے دی جائے کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقیٔ عہدہ کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے۔ تب میں نے ان کو کہا کہ کچھ دن صبر کرو میں تمہارے لئے دعا کروں گا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش آئیں تو پھر اختیار ہے۔ بعد اس کے مَیں نے جناب الٰہی میں ان کے لئے دعا کی اور حضرت عزت سے ان کی کامیابی چاہی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر مترقب طور پر ترقی ہو گئی"۔(حقیقة الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۴،۲۳۵)

ایک دفعہ اپنے متعلق فرماتے ہیں: "۵/اگست ۱۹۰۶ء کو ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا" یعنی ٹانگیں "بے حس ہو گیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی ہوئی تھیں اس لئے مجھے خیال گزرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی دل میں گھبراہٹ تھی کہ کروٹ بدلنا مشکل تھا۔ رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا مجھے شماتت اعداء کا خیال آیا مگر محض دین کے لئے نہ کسی اور امر کے لئے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک ضروری امر ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتت اعداء ہوتی ہے۔ تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ یہ الہام ہوا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر . اِنَّ اللّٰهَ لَا

يُخزِى الْمُؤمِنِيْنَ - یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کرتا۔ پس اسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر افتراء کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں۔ تو اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آ گئی۔ پھر یکدفعہ جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں رہا۔ سب لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اٹھا اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرتِ عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ہم ایمان لائے اور اس کے رسول کی پیروی کی اور کیا ہی بد نصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے"۔(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں: "یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا تھا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الصِّھْرَ وَالنَّسَبَ یعنی خدا کی تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہارے نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئے گی۔ یہ الہام شادی کے لئے پیشگوئی تھی جس سے مجھے فکر پیدا ہوا کہ شادی کے لئے اخراجات کو کیونکر انجام دوں گا۔ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر مَیں ہمیشہ کے لئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکوں گا تو میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں جس پر یہ الہام ہوا ؎

ہر چہ باید نوعروسی را ہمہ ساماں کنم ☆ وآنچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہو گا تمام سامان اس کا مَیں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا"۔

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۷)

پھر فرماتے ہیں: "ایک دفعہ میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی نسبت مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں۔ بعد میں وہ یکدفعہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں"۔ یعنی ہڈیاں باقی رہ گئیں۔ "اور اس قدر دبلے ہو گئے کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اس پر بیٹھا ہوا ہے"۔ کچھ بھی وزن نہیں رہا۔ "نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اس پر بیٹھا ہوا ہے یا خالی چارپائی ہے"۔ قضائے حاجت بھی بستر کے اوپر ہی ہو جاتی تھی۔ "اور بے ہوشی کا عالم رہتا تھا۔ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی مرحوم بڑے حاذق طبیب تھے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ اب یہ حالت یاس اور نومیدی کی ہے۔ صرف چند روز کی بات ہے۔ مجھ میں اس وقت جوانی کی قوت موجود تھی اور مجاہدات کی طاقت تھی اور میری فطرت ایسی واقع ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور در حقیقت اس کی قدرتوں کا کون انتہا پا سکتا ہے اور اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں بجز ان امور کے جو اس کے وعدہ کے برخلاف یا اس کی پاک شان کے منافی اور اس کی توحید کی ضد ہیں۔ اس لئے میں نے اس حالت میں بھی ان کے لئے دعا کرنی شروع کی اور دل میں یہ مقرر کر لیا کہ اس دعا میں مَیں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ مَیں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا میں حضرت عزت میں اس لائق ہوں کہ میری دعا قبول ہو جائے۔ دوسری یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں ان کی تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ تیسری یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جس کے صرف استخوان باقی ہیں" یعنی ہڈیاں باقی رہ جائیں "دعا کے ذریعہ سے اچھا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ غرض مَیں نے اس بنا پر دعا کرنی شروع کی۔ پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہو گیا اور اس اثناء میں ایک دوسرے خواب میں مَیں نے دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دوسرا شخص کروٹ بدلتا تھا"۔ یعنی ان کی کروٹ بھی دوسرا شخص بدلا کرتا تھا۔ "جب دعا کرتے کرتے پندرہ دن گزر گئے تو ان میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہو گئے اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلوں۔ چنانچہ وہ کسی قدر سہارے سے اٹھے اور سوٹے کے سہارے چلنا شروع کیا اور پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا۔ چند روز تک پورے تندرست ہو گئے اور بعد اس کے پندرہ برس تک زندہ رہے اور پھر فوت ہو گئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ خدا نے ان کی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دئے ہیں۔ یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کو بدلانے پر بھی قادر ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں"۔

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۵ تا ۲۶۷)

"اسی طرح لالہ شرمپت کا حال ہوا تھا جیسا کہ مَیں پہلے لکھ چکا ہوں اسکا بھائی بشمبر داس اور ایک اور شخص خوشحال نام کسی جرم میں قید ہو گئے تھے اور شرمپت نے امتحان کی رو سے نہ کسی اعتقاد سے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اس مقدمہ کا انجام کیا ہو گا اور دعا کی بھی درخواست کی تھی۔ تب میں کئی دن اس کے لئے دعا کرتا رہا آخر وہ خدا جو عالم الغیب ہے اس نے رات کے وقت یہ پوشیدہ امر میرے پر کھول دیا کہ مقدمہ کا انجام یہ ہو گا کہ بشمبر داس کی نصف قید تخفیف کر دی جائے گی جیسا کہ مَیں نے اپنی کشفی حالت میں دیکھا تھا کہ آدھی قید اس کی خود مَیں نے اپنے قلم سے کاٹ دی ہے۔ مگر میرے پر ظاہر کیا گیا کہ خوشحال کو پوری قید بھگتنی پڑے گی۔ ایک دن بھی کاٹا نہیں جائے گا۔ اور بشمبر داس کی نصف قید رہ جانا صرف دعا کے اثر سے ہو گا مگر دونوں میں سے کوئی بھی بری نہیں ہو گا اور ضرور ہے کہ مسل ضلع میں واپس آوے اور انجام وہ ہو جو بیان کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہو گئیں تو شرمپت حیرت میں ڈوب گیا اور ہمارے خدا کی قدرتوں نے اس کو سخت حیران کر دیا اور اس نے میری طرف رقعہ لکھا کہ یہ سب باتیں آپ کی نیک بختی کی وجہ سے پوری ہو گئیں"۔

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۷)

پھر ایک اور ہندو کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں رہا اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں"۔ یہ وہی ہندو صاحب ہیں جن کی تحریک پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ کتاب لکھنے کی توفیق ملی یعنی 'اسلامی اصول کی فلاسفی'۔ "تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔ میں نے عذر کیا اور اس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں۔ چونکہ مَیں جانتا تھا کہ میں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ میں کوئی طاقت نہیں رکھتا"۔ یہ ہندو صاحب کون تھے، کہاں سے آئے، کیوں تحریک کر گئے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ اس کا نام یاد تھا نہ وہ جگہ جہاں سے وہ تعلق رکھتا تھا۔ بہر حال اس کے اصرار پر آپ نے یہ بات مان لی۔

"میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القاء کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے۔ میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی۔ میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اس وقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ مَیں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا، جو کچھ لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنے والوں کے لئے مشکل ہو گیا کہ اس قدر جلدی اس کی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا۔ خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اس مجمع میں پڑھا گیا تو اس کے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالم وجد تھا اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے ان کے منہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا۔ اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی میں اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا اور شاید بیس کے قریب ایسے اردو اخبار بھی ہوں گے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتحیاب ہوا اور آج تک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں"۔(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۹۱، ۲۹۲)

اب تو ہزارہا بلکہ لکھو کھہا ایسے ہیں جو یہ گواہی دیتے ہیں اپنوں میں سے بھی اور غیروں میں سے بھی کہ وہ مضمون ہے جو ہر دوسرے اس موضوع کے مضمون پر بالا ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "جب مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو یہ مشکل مجھے پیش آئی کہ اس کی چھپائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھا اور مَیں ایک گمنام آدمی تھا، مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو یہ الہام ہوا ھُزِّ اِلَیْکَ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ تُسٰقِطْ عَلَیْکَ رُطَبًا جَنِیًّا۔(دیکھو براہین احمدیہ)........"۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "کھجور کے تنے کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجور گریں گی"۔

اب اس دعا کے بعد جو آپ کی توجہ منتقل ہوئی ہے وہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر

ریاست پٹیالہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ ان کے پھل جھکے ہوئے تھے گویا تنا ہلانے سے بھی بہت سے کھجور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اترنے تھے۔ تو بعینہ ایسا ہی ہوا۔ "پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا ان کو میری طرف مائل کر دیا اور انہوں نے بلا توقف اڑھائی سو روپیہ بھیج دیا۔ اور پھر دوسری دفعہ اڑھائی سو روپیہ دیا اور چند اور آدمیوں نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی اور وہ پیشگوئی پوری ہو گئی"۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۵۰)

پھر فرماتے ہیں: "ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینہ میں بوجہ قلتِ آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی۔

۵؍مارچ ۱۹۰۵ء کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا تو کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا تو اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی"۔ اب اس پر مولوی بہت شور مچاتے ہیں اور بکواس کرتے ہیں کہ یہ کیا نام ہوا، فرشتہ کا نام ٹیچی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں"۔ جس کو ہم کہتے ہیں ٹچن کام ہو گیا اس کو ٹیچی ٹیچی بھی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ "یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا۔ چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کے لئے صرف ڈاکخانہ کے رجسٹر ہی ۵؍مارچ ۱۹۰۵ء سے اخیر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے"۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۵،۳۴۶)

پھر فرماتے ہیں: "جب ہم بہار کی موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں ان کی بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو مونہہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی اور پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اس کی حالت بہت نازک ہو گئی اور آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور مَیں اس کے لئے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نوردین صاحب، مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے، مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے۔ دعا کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا۔ تو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہو جائے گی"۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۸،۳۴۹)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: "چونکہ نواب صدیق حسن خان کے دل میں خشک وہابیت کا خمیر تھا اس لئے انہوں نے غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر پکڑے گئے اور نواب ہونے سے معطل کئے گئے"۔ اب یہ حال تھا ان مولویوں کا کہ ادھر شدید مخالفت اور جب مصیبت پڑی "بڑی انکسار سے میری طرف خط لکھا کہ میں ان کے لئے دعا کروں۔ تب مَیں نے اُس کو قابلِ رحم سمجھ کر اُس کے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اُس کی عزت بچائی گئی۔ مَیں نے یہ اطلاع بذریعہ خط اُن کو دیدی اور کئی اَور لوگوں کو بھی جو اُن دنوں میں مخالف تھے، یہی اطلاع دی۔ چنانچہ منجملہ اُن کے حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر حال پنشنر ساکن امرتسر اور مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں۔ آخر کچھ مدت کے بعد اُن کی نسبت گورنمنٹ کا حکم آگیا کہ صدیق حسن خان کی نسبت نواب کا خطاب قائم رہے۔ گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اُس نے بیان کیا، ایک مذہبی پورانا خیال ہے جو اُن کے دل میں تھا، بغاوت کی نیت نہیں تھی۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۴۷۰)

حاشیہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "نواب صدیق حسن خان پر جو یہ ابتلا پیش آیا وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ انہوں نے میری کتاب براہین احمدیہ کو چاک کر کے واپس بھیج دیا تھا۔ مَیں نے دعا کی تھی کہ اُن کی عزت چاک کر دی جائے۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا"۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲۔ صفحہ ۴۷۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام "حقیقۃ الوحی" میں اپنی سچائی کے نشان بیان فرمانے کے بعد یہ دعا کرتے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار کریں۔ اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے۔ اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے۔ اور زمین تیرے راستباز اور موحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔ اے میرے قادر خدا! مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ و اٰخرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۰۳)